نظام وصیت آسمانی رفعتوں تک پہنچانے والا نظام ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰/ اپریل ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں نظامِ وصیت کو قائم کیا۔ نظامِ وصیت ایک عظیم نظام ہے ہر پہلو کے لحاظ سے۔ نظامِ وصیت کے ذریعہ یہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جو ممبر ہیں یا داخل ہیں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں، ان میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو اسلامی تعلیم کی رو سے ذمہ داریوں کو اس قدر توجہ اور قربانی سے ادا کرنے والا ہو کہ ان میں اور دوسرے گروہ میں ایک مابہ الامتیاز پیدا ہو جائے۔

نظامِ وصیت صرف ۱/۱۰ مالی قربانی کا نام نہیں۔ یہ نظام ہے زمین کی پستیوں سے اٹھا کر آسمانی رفعتوں تک پہنچانے کا اور جہاں اس نظام میں مالی قربانی کی امید رکھی جاتی ہے وہاں ہر دوسرے پہلو سے ایک نمایاں، بھرپور اسلامی زندگی جو ہر لحاظ سے منوّر ہو اور حسین ہو اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوتِ قدسیہ کے نتیجہ میں رفعتوں کی طرف لے جانے والی ہو اور خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والی ہو۔

جہاں تک مالی قربانی کا سوال ہے عملی زندگی میں الجھنیں پیدا بھی ہوتی ہیں۔ الجھنیں دور بھی کی جاتی ہیں یا دور کرنے کے لئے کوشش کی جاتی ہے۔ الجھنوں کو جب دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو الجھن دور بھی ہو جاتی ہے اور نئی الجھنیں پیدا بھی ہو سکتی ہیں اور بسا اوقات پیدا

بھی ہو جاتی ہیں۔ اس وقت اس وجہ سے اس نظام کے متعلق جماعت کو ہر آن چوکس اور بیدار رہنے کی ضرورت ہے مثلاً عورت کی وصیت۔

ایک وقت میں جماعت نے محسوس کیا کہ اچھے کھاتے پیتے دولت مند امیر خاوند بتیس روپے مہر رکھ کر جو کسی وقت سمجھا جاتا تھا اسلامی مہر یا ایک ہزار مہر رکھ کر اس کو اُس دولت سے محروم کر دیتے تھے جس کی وہ مستحق تھی اور جو اسے ملنی چاہیئے تھی۔ اس واسطے جماعت نے یہ ایک روایت قائم کی کہ کم سے کم اپنی سالانہ آمد کا پچاس فیصد یعنی چھ ماہ کی آمد مہر رکھو۔ بعض لوگ اس کے برعکس دس سال یا بیس سال کی جو آمد ہے وہ رقم مہر میں رکھ دیتے تھے اور نیت یہ ہوتی تھی کہ دوں گا نہیں۔ اور اگر بیوی مطالبہ کرے گی تو پیسے دینے کی بجائے اس کو چپیڑ لگا دوں گا کہ میرے سامنے بولتی ہے تو۔ ایک اور فتنہ تو مہر کا تھوڑا ہونا یا بہت ہونا اور صرف مہر کے اوپر وصیت کا قائم کر دینا عقلاً اور جو قربانی کی روح ہے اور جو نظامِ وصیت کی روح ہے وہ جائز نہیں۔

جب میری پہلی شادی ہوئی تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار مہر رکھا۔ جب حالات سے مجبور ہو کر مجھے دوسری شادی کرنی پڑی تو میرے جذبات نے یہ تقاضا کیا کہ میں ایک ہزار سے زیادہ مہر نہ رکھوں۔ بعض جگہ شیطانی وسوسہ یہ پیدا ہوا کہ اتنا تھوڑا مہر رکھ کر وصیت کے نظام میں آپ نے خلل ڈال دیا۔ وصیت کے نظام کا مہر کے ساتھ کیا تعلق۔

منصورہ بیگم کا مہر تھا ایک ہزار اور ان کی وصیت کی ادائیگی جس میں اُلجھن کوئی نہیں تھی۔ صاف تشخیص ہو سکتی تھی اس لحاظ سے اٹھاون ہزار سے زیادہ رقم انہی کی جائیداد میں سے ہم ادا کر چکے ہیں۔ تو مہر کا ایک ہزار روپے ہونا ان کے مالی قربانی کرنے کے راستہ میں تو روک نہیں بنا اور میرا خیال ہے کہ ایک زمین ہے پہلے مقدمہ تھا اس کے اوپر وہ مقدمہ تو حق میں ہو گیا لیکن بعض اور الجھنیں دور ہونے والی ہیں۔ انشاء اللہ وہ دور ہو جائیں گی۔ تو شاید اس کا حصہ وصیت کا منصورہ بیگم نے ۱/۷ کی وصیت کی ہوئی تھی تو وہ ستر یا پچھتّر یا اسی ہزار روپیہ اور انہی کی جائیداد میں سے ادا ہو گا اور یہ سارا مِل کے قریباً سوا لاکھ روپیہ بن جاتا ہے۔ تو ایک ہزار روپیہ مہر سوا لاکھ وصیت کی ادائیگی میں تو روک نہیں بنا۔

اسی طرح کسی کے متعلق کچھ اور اعتراض بھی پیدا ہوئے مجھے خیال آیا کہ میں وصیت کی

وضاحت کردوں۔ اصل چیز ایک ہزار یا دس ہزار نہیں۔ اصل چیز ہے اسلامی زندگی گزارنا اور بشاشت کے ساتھ خدا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لئے ہر قسم کی جن میں ایک صرف مالی قربانی ہے۔ ہر وقت قربانی دینے کے لئے تیار رہنا۔

جس دوست نے یہ اعتراض کیا کہ آپ نے نئی شادی میں ایک ہزار روپے مہر رکھا تو وصیت کے اوپر اس کا برا اثر پڑ گیا ان کو میں نے جواب یہی دیا تھا کہ میں نے کسی بھک منگی سے شادی نہیں کی۔ تو ایک تو ابھی انہوں نے وصیت نہیں کی ہوئی لیکن میں نے کہا ہے کہ وصیت کردو۔ تو شاید پہلی قسط جو وہ ادا کریں گی وہ ایک ہزار سے بہرحال بڑھی ہوئی ہوگی یعنی پورے مہر سے آگے نکل جائے گی اور اللہ تعالیٰ زندگی دے اور توفیق دے ان کو اسی ہمت کے ساتھ مالی قربانی کرنے کی بھی تو لاکھ تک پہنچ جائے بشاشت سے دیں گی۔ یہ جو شیطانی وسوسے دماغ میں آتے ہیں خدا تعالیٰ کی عطا کردہ جو فراست ہے مومن کو چاہیئے کہ آپ ہی حل کرلیا کرے۔ ایک ایسا نظام جو اپنی عظمتوں کی وجہ سے مثالی بنتا تھا اسلام کی خدمت کے میدان میں اس کے اوپر بعض لوگوں کی غلطی کی وجہ سے دھبے پڑ رہے ہیں اور جہاں تک اللہ تعالیٰ نے مجھے فراست اور ہمت دی۔ میں کوشش کروں گا کہ ان دھبوں سے اسے صاف کیا جائے۔

اس وقت بنیادی چیز میں جماعت کے سامنے یہ رکھنا چاہتا ہوں کہ نظامِ وصیت کا ہر احمدی مرد اور عورت سے یہ مطالبہ ہے بلوغت کے بعد کہ وہ مالی میدان میں اس قدر قربانی کرنے والی ہو کہ جو غیر موصی مرد و زن جماعت احمدیہ کے ممبر ہیں ان سے کہیں آگے بڑھ جانے والے ہوں نظامِ وصیت احمدی مرد وزن سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ جہاں تک اوقات کی قربانی یا نفس کی قربانی ہے یعنی زندگی کے جو لمحات ہیں ان کی قربانی ہے وہ غیر موصی سے زیادہ قربانی دینے والے ہوں، نظامِ وصیت یہ مطالبہ کرتا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ اعلان فرمایا۔ بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ (الشفاء۔ الباب الثانی) میری بعثت کی ایک غرض یہ ہے کہ میں مکارم اخلاق کو اپنے پورے کمال تک پہنچادوں جس سے بڑھ کر اور کوئی کمال ممکن نہیں۔ عربی زبان میں اتمام کے یہ معنی ہیں۔ تو نظامِ وصیت یہ مطالبہ کرتا ہے کہ مکارمِ اخلاق کے میدانوں میں موصیوں کی گرد کو بھی غیر موصی پہنچنے والے نہ ہوں۔ ہر ایک سے

پیار کرنے والے ہر ایک کو عزت سے پکارنے والے، جھگڑا نہ کرنے والے۔ کافر و مومن سے ہمدردی اور خیر خواہی کرنے والے۔ دنیا کی بھلائی کے لئے راتوں کو جاگ کر خدا تعالیٰ کے حضور عاجزانہ جھک کر دعائیں کرنے والے۔ غرض وہ سینکڑوں شعبے مکارمِ اخلاق کے جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے اور عملی زندگی میں جن کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کیا ان شعبوں میں غیر موصی سے کہیں آگے بڑھنا نظامِ وصیت اس کا مطالبہ کرتا ہے۔ نظام وصیت اس کا مطالبہ کرتا ہے کہ حقوق العباد کی ادائیگی میں موصی پر کوئی دھبہ ایک سوئی کے Point کے برابر بھی نہ پڑے۔ نظامِ وصیت یہ مطالبہ کرتا ہے کہ حقوق اللہ جسے کہا جاتا ہے چکر کھا کے وہ پھر حقوق العباد ہی بنتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ تو کسی کا محتاج نہیں بہرحال ایک ہماری اصطلاح ہے حقوق اللہ کی ادائیگی میں سب کو پیچھے چھوڑتے ہوئے اتنی دور آگے نکل جائیں گے غیر موصی سے کہ غیر موصی کی نگاہ بھی وہاں تک نہیں پہنچ سکے گی۔ یہ ہے نظامِ وصیت! اس کو بگاڑ کر اس عظیم احسان کی ناقدری نہ کرو جو عظیم احسان اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے نوعِ انسانی پر کیا۔

جو منتظمین ہیں وہ بھی نہیں سمجھتے۔ عجیب وغریب وصیتیں میرے پاس آجاتی ہیں منظوری کے لئے۔ مجھے غصے بھی آتا ہے۔ غصے کو پیتا بھی ہوں۔ مجھے دکھ بھی پہنچتا ہے۔ اس دکھ کو مَیں سہتا بھی ہوں لیکن میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ جس غرض کے لئے خدا تعالیٰ کے پیارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن سے بڑا کوئی نبی نہیں جن سے بڑا کوئی انسان نہیں۔ جن سے بڑا کوئی محسن نہیں۔ انہوں نے اس زمانہ میں اپنی روحانی قوت کے نتیجہ میں مہدی اور مسیح کے ذریعہ سے نوعِ انسانی پر احسان کرتے ہوئے رحمۃ للعالمین ہوتے ہوئے، رحمت کا عظیم مظاہرہ کرتے ہوئے جو احسان کیا ہے اس میں کمزوری نہ پیدا ہو۔ یہ میرا فرض ہے۔ یہ جماعت کا فرض ہے۔ سمجھتے ہیں کہ بیوی نے بتیس مہر میں سے تین روپے کی قربانی ساری عمر میں دی اور وہ نظامِ وصیت کے لحاظ سے موصیہ بن گئی اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ اس کے مقابلہ میں مَیں جانتا ہوں کہ احمدی بہنوں میں سے وہ بھی ہیں جو تین روپے کے مقابلہ میں تین لاکھ روپے مالی قربانی دے کر بھی اپنے آپ کو نظامِ وصیت کے مرتبہ پر نہیں سمجھتیں اور وصیت نہیں کرتیں۔

پس جو صاحبِ فراست عورت یا جو صاحبِ فراست مرد نظامِ وصیت کی حقیقت سمجھتا ہے، منتظمین نظامِ وصیت کو کم از کم اتنی سمجھ تو ہونی چاہیئے۔ باقی یہ جو مثلاً نئی شادی ہوئی ایک ہزار مہر رکھا۔ وہ ایک ہزار مہر اس لئے رکھا کہ بتیس روپے مہر سے عورتوں کو چھٹکارا دلا دیا اور ناجائز بوجھوں سے اپنے غریب بھائیوں کو چھٹکارا دلا دیا۔ اب موجودہ زمانہ میں ایک یہ رسم ہے کہ کہہ دیتے ہیں منہ سے کہ فارم کے اوپر لکھ دو پچاس ہزار، نہ دینا، کسے دھوکہ دے رہے ہو۔ دنیا کو یا خدا تعالیٰ کو یا اپنی ضمیر کو یا اپنی بیوی کو یا اپنے سسرال کو یا اپنے میکے کو یعنی اپنے ہی خاندان کو، کسے دھوکا دے رہے ہو؟ یہ نمائش دائرہ احمدیت و اسلام سے باہر ہو سکتی یہ جھوٹی نمائش دائرہ اسلام و احمدیت کے اندر نہیں ہو سکتی۔ سیدھے سادے مسلمان مومن بننے کی کوشش کرو۔ خدا سے پیار کرو اتنا کہ کوئی دوسرا انسان وہ پیار خدا کو نہ دے سکے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور محبت کرو اتنی کہ دوسرے سمجھ ہی نہ سکیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا عشق ہو سکتا ہے۔ قرآن کریم اتنی عظیم کتاب ہے قرآن کے گرد گھومو کہ تمہاری ساری ضرورتوں کو وہ پورا کرنے والی تعلیم ہے۔ اور جماعت احمدیہ میں ایک بڑا گروہ ان موصیان کا ہونا چاہیئے جو اس ارفع مقام تک پہنچنے والے ہوں جن کا میں نے ذکر کیا۔ پھر یہ جو انتہائی قربانیاں دینے والا جو خدا تعالیٰ کے عشق میں مست اپنی زندگیاں گزارنے والا ہے۔ وہ کمزوروں کے بوجھ اٹھا لیتے ہیں اور جماعت کو پھر کسی قسم کی کمزوری نہیں پہنچتی، نقصان نہیں پہنچتا۔ تو وہ موصی آگے بڑھیں جو وصیت کے نظام کے مقام کو پہچاننے والے اور عزم اور ہمت رکھنے والے۔

میں اپنے گھر کی مثال دیتا ہوں۔ اب منصورہ بیگم نے ۱/۷ کی وصیت کر دی۔ میرے ذہن میں کم از کم نہیں تھا اور مجھے عجیب لگتا تھا کہ بعض دفعہ کسی Source سے کوئی آمد ہوتی تو ایک ناظر صاحب کو انہوں نے کہا ہوا تھا کہ مجھ سے پیسے لے کر وصیت ادا کیا کریں۔ وہ گئے ہوئے تھے باہر اور یہ تھیں بے چین کہ میرے پاس پڑے ہوئے ہیں پیسے۔ بار بار مجھ سے پوچھیں کہ کب آ رہے ہیں وہ۔ میں نے وصیت کی رقم ادا کرنی ہے۔ وہ بے چینی دیکھ کے میں نے کہا کہ مجھے دے دیں میں وہاں بھجوا دیتا ہوں اور رسید آ جائے گی۔ کہا کہ نہیں آپ کو نہیں دینے اور دراصل مجھ سے بھی یہ چھپا رہی تھیں کہ میں نے ۱/۱۰ سے اٹھا کے ۱/۷ کی وصیت کی

ہوئی ہے۔ وہ سمجھتی تھیں کہ وصیت کے لحاظ سے موصیہ کا جو مقام ہے وہ اپنے خاوند کے ساتھ جو تعلق ہے اس سے بہت بڑا ہے۔ خدا تعالیٰ کے لئے میں دے رہی ہوں مجھے اپنے خاوند کو بھی بتانے کی ضرورت نہیں کہ میں اپنے خدا کے حضور کیا پیش کر رہی ہوں۔

پس ایسے مرد اور عورتیں کہ جو اس قسم کی قربانیاں دے سکتے ہیں۔ دیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اگر ان کی گائیڈنس (Guidance) اور راہنمائی اور ہدایت کے سامان صحیح ہوتے رہیں۔ جو ایسے نہیں وہ اپنے مقام کو وصیت کر کے خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ذلیل کرنے کی کوشش نہ کریں۔ نظامِ وصیت سے باہر بھی وہ راہیں اسی طرح کھلی ہیں جس طرح پہلے کھلی تھیں جو خدا تعالیٰ کی محبت کو پاتیں اور خدا تعالیٰ کی جنتوں کی طرف لے جانے والی ہیں لیکن قرآن کریم کی ہدایت کی روشنی میں مومن اور مومن میں فرق ہے۔ بعض جگہ خالی مومنین کہا گیا یا مومنون کہا گیا اور بعض جگہ مُؤْمِنُوْنَ حَقًّا کہا گیا۔ اور فرق بھی کیا ہے۔ وہ میرا مضمون نہیں اس کی تفصیل میں میں نہیں جاتا لیکن مُؤْمِنُوْنَ حَقًّا وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنے والے اتنا کہ اپنے آپ کو فانی کر دینے والے۔ جہاں سے تمہیں کچھ چیز ملے اس کے لئے محبت پیدا ہوتی ہے جہاں تم خوبصورتی دیکھو اس کے لئے پیار پیدا ہوتا ہے جس شخص پر خدا تعالیٰ اپنے احسان اور اپنے حسن کے انتہائی ارفع جلوے ظاہر کر دے۔ وہ تو بس مر ہی جاتا ہے خدا کے لئے۔ یہ ہے نظامِ وصیت اسے پہچان کر نظامِ وصیت میں داخل ہوں۔ خدا کرے کہ ہزاروں میں داخل ہوں لاکھوں میں داخل ہوں لیکن اس مقام سے نیچے رہ کر نہیں کہ اپنے لئے بھی ذلت کا سامان پیدا کریں گے اور جماعت کے اوپر بھی ایک دھبہ سا لگے گا۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے اور خدا تعالیٰ ہمیں عزم اور ہمت دے کہ نظام وصیت جس غرض کے لئے قائم کیا گیا ہے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے ہزاروں لاکھوں آدمی ہماری نسل میں، آنے والی نسلوں میں پیدا ہوں اور پیدا ہوتے رہیں اور ہم اپنے مقصود کو پانے میں کامیاب ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے ہماری حقیر کوششوں کے نتیجہ میں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کی عظمتوں کو نوعِ انسانی پہچاننے لگے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ تلے وہ سب اکٹھے ہو کر ایک خاندان بن جائیں۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۵؍دسمبر ۱۹۸۲ء صفحہ ۲ تا ۴)